مقالات

امام سرخسی کی نوسو سالہ برسی

از جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پیرس

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بلند بانگ دعوی کرنے والے عمل میں پیچھے ہوتے ہیں، چنانچہ اس دفعہ بھی ایک عظیم ملی میراث پر مطعونِ ملت ترکی ہی نے توجہ کی اور امام سرخسی کی یادگار بین الاقوامی طور پر منائی، اس کی روداد لکھنے سے پہلے ایک اور یادگاری جشن کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جو گذشتہ سال ترکی ہی میں منایا گیا تھا۔

آج سے بارہ تیرہ سال قبل معارف کے دو نمبروں میں میں نے عرض کیا تھا، کہ ابو حنیفہ دینوری اپنے زمانے تک اسلام ہی کا نہیں، ساری دنیا کا سب سے بڑا نباتاتی تسلیم کیا جاتا ہے، اس کی کتاب النبات جو اپنے فن کی ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے، چھ ضخیم جلدوں میں تھی، جن میں ایک جلد استنبول میں ملی، اس کے بعد ایک اور جلد ییل (Yale امریکہ) میں ملی، اس حنفی المذہب مفسر، مورخ، ریاضیاتی (وغیرہ وغیرہ ہمہ داں عالم) کی وفات ۲۸۲ھ میں ہوئی، توجہ دلانے پر بھی اور ملک تو غافل رہے، مگر جامعہ استنبول کے شعبۂ طب نے اس کی وفات کی گیارہ سو سالہ سالگرہ منائی، ان تقریروں کے علاوہ جو جامعہ استنبول کے مجلۂ حیاتیات میں چھپ گئی ہیں، اس موقع پر وہاں ایک اعلیٰ نمائش بھی ہوئی تھی جس میں عربی فارسی اور ترکی زبانوں کے وہ تمام

نباتیاتی مخطوطے جو استنبول کے کتب خانوں میں تھے، جمع کیے گئے تھے، ان میں بہت سے باتصویر تھے، ابن سینا کی کتاب الشفا کا حصۂ نباتات خاص طور سے قابل ذکر ہے، اس میں سات سو سے زاید جڑی بوٹیوں کی رنگین اور نہایت نفیس مطابق اصل تصویریں ہیں، یہ کتب خانہ آیا صوفیہ میں ہے،

بار بار توجہ دلانے کے باوجود حنفی اور عربی ملکوں کو امام سرخسی جیسی عظیم شخصیت کی نو سو سالہ سالگرہ وفات منانے کی توفیق نہیں ہوئی، اور اس کو بنام ترکی کی جامعہ انقرہ کے کلیۂ الٰہیات نے ۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ کو منایا، اس میں بیرونی ممتاز اہل علم میں پروفیسر شاخت نے جن کے نام سے معارف کے اکثر ناظرین واقف ہوں گے، شرکت کی، اس یادگار جشن میں "نمائش سرخسی" بھی ہوئی جس میں سرخسی کی تالیفوں کے مخطوطے جمع کئے گئے تھے۔ ان کا تذکرہ کرنے سے پہلے امام سرخسی کی مختصر سوانح عمری بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، معارف کے ذریعہ انکی اشاعت سے ہندوستان میں بھی امام سرخسی کی یادگار منانے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔

سوانح عمری ممتاز ترکی فقیہ کمال پاشا زادہ نے اپنی کتاب "بیان طبقات المجتہدین والمقلدین" میں لکھا ہے کہ سرخسی کو خصاف، طحاوی، کرخی اور حلوانی کے ساتھ مجتہدین کے طبقۂ ثالثہ میں شمار کیا جا سکتا ہے یعنی امام ابو حنیفہ اور صاحبین (ابو یوسف و محمد شیبانی) کے بعد ان کا نمبر آتا ہے علمی قابلیت کے لحاظ سے اگر انھیں یہ درجہ حاصل ہے، تو علمی پیداوار کے لحاظ سے وہ شاید سب سے آگے ہیں، ان کی کتاب المبسوط ہی تیس جلدوں میں بڑی تقطیع کے (۶۳۳۵) صفحوں میں ہے، اور جیسا کہ آگے عرض کیا جائے گا، یہ ان کی واحد تصنیف نہیں،

مولانا عبد الحئی لکھنوی نے مقدمۃ الہدایہ میں اور مولانا فقیر محمد جہلمی نے حدائق الحنفیہ میں صراحت کی ہے کہ سرخسی کی ولادت ۴۰۰ھ میں ہوئی، امام سرخسی نے اپنی کتابوں کے دیباچے وغیرہ میں اپنا نام ابو بکر محمد بن ابی سہل احمد سرخسی تحریر کیا ہے، اس لیے بعض سوانح نگاروں

کا اختلافی بیان ناقابلِ توجہ ہے۔ مقدمۃ الہدایہ اور حدائق الحنفیہ ہی میں یہ بھی ہے کہ تجارت کے سلسلہ میں [ان] کے والد جب بغداد آئے تو نو عمر (دس سالہ) امام بھی ساتھ تھے، پھر بخارا میں سالہا سال تک شمس الائمہ عبدالعزیز حلوانی کے درس میں شریک رہے، ان کے شاگردوں میں سرخسی کے پایہ کا کوئی نہ تھا، اس لیے اہل علم نے انھیں نہ صرف استاد کی مسند درس پر بٹھایا، بلکہ استاد کے لقب شمس الائمہ کا بھی وارث قرار دیا، اس لحاظ سے وہ شمس الائمہ ثانی ہیں لیکن شمس الائمہ کا نام سنکر اہل علم کا ذہن اولاً سرخسی ہی کی طرف منتقل ہوتا ہے، جب تک کہ دوسرے صاحبِ لقب کی صراحت نہ ہو۔

ان کے سوانح نگاروں میں سے سب سے قدیم ابن فضل اللہ العمری ہے، اس کی مسالک الابصار کی جلد پنجم (مخطوطہ آیا صوفیا) میں ان کو فقیہ، اصولی، متکلم، مناظر اور ان علوم میں سارے معصروں پر فائق بتایا گیا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کسی بات پر خفا ہو کر حکمرانِ وقت نے ان کو شہر اوزجند کے قلعے کے "جُبّ" (اندھے کنویں) میں قید کردیا، جہاں وہ سالہا سال محبوس رہے، لیکن پھر کنویں کی منڈیر پر طلبہ کو آنے کی اجازت مل گئی تو سرخسی کنویں کے اندر سے درس املا کرایا کرتے تھے، جس کے مجموعے نے متعدد کتابوں کی صورت اختیار کی، مولانا فقیر محمد کے بیان میں اتنا اضافہ ہے کہ بخارا میں گرفتار کرکے اوزجند میں جلاوطن کیا گیا تھا،

یہ صحیح پتہ نہیں چلتا کہ کس حکمراں نے اور کس جرم میں امام سرخسی کو قید کیا تھا، اس کے لیے صرف قیاس کو کام میں لایا جاسکتا ہے، اس زمانہ میں بخارا اور اوزجند علم دوست سامانیوں کے جانشین قرہ خانی خانوادے کے قبضے میں تھے، لیکن اس خانوادے کے نہ سارے حکمرانوں کے نام معلوم ہیں اور نہ تاریخ حکمرانی، طرہ یہ ہے کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس خاندان کے افراد میں خانہ جنگیاں شروع ہوگئیں اور مشرقی اور مغربی قرہ خانی دو خود مختار ملک بن گئے، مگر ان کی سرحدیں اکثر

بدلتی رہیں، چونکہ اوزجند انتہائے مشرق میں چین کے سرحد کے قریب ہے، اس لیے گمان ہوتا ہے کہ یہ مشرقی خانوادے کی کارستانی تھی، لیکن قید کی وجہ کا کہیں پتہ نہیں چلتا، خود سرخسی نے کتاب المبسوط کے مختلف ابواب کے آغاز یا اختتام پر پندرہ سولہ مرتبہ، اصول الفقہ کے شروع، زیادات الزیادات کے آغاز اور آخر میں، نیز شرح السیر الکبیر کے آخر میں اپنی قید کا ذکر کرتے ہوئے اس کے اسباب کی طرف مبہم سا اشارہ کیا ہے، مثلاً سلطان کو کلمۂ خیر کی نصیحت، زندیق و بدقماش لوگوں کی سلطان کے پاس ان کی جھوٹی چغلی وغیرہ، اس سے زیادہ وضاحت نہیں ملتی، اس سلسلہ میں استاذ الاساتذہ مولانا سید مناظر احسن گیلانی کا بیان دل کو لگتا ہے کہ اس زمانے میں بد انتظامی اور مالی ابتری کے باعث بے شمار نئے نئے ٹکس لگ رہے تھے، غالباً سرخسی نے فتویٰ دیا کہ وہ ناجائز ہیں، اور ان کی ادائی واجب نہیں، اس طرح وہ عدم ادائی محاصل کی تحریک کے "سرغنۃ" قرار پائے، ایسی حالت میں وہ حکومت کی نگاہ میں جس ظلم کے بھی مستوجب قرار دیا ئیں کم ہے، کتاب المبسوط جلد دہم صفحہ ۲۱ میں ان کا ایک بیان بھی ہے جس میں وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ" ہمارے زمانے کے اکثر محصول ناجائز ہیں، جو ان کی مقاومت کرے اور ادا نہ کرے وہ ثواب کا مستحق ہے"، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام اور اس کے خوشہ چیں ابوزہرہ اور صلاح الدین المنجد کا یہ گمان یا بیان لغو ہے کہ ام ولد لونڈی کے لیے نکاح سے قبل عدت کے ضروری ہونے کا جو فتوی سرخسی نے دیا اس پر وہ معتوب ہوئے تھے، ابن فضل اللہ وغیرہ نے جو ان معلومات کا ماخذ ہیں، اس واقعہ کے ضمن میں اس کی صراحت کرتے ہیں کہ یہ قید سے نکلنے کے بعد کا واقعہ ہے اور امیر البلد خود کسی کی ام ولد سے نکاح کرنا نہیں چاہتا تھا، بلکہ اپنی امہات ولد کو آزاد کرنا چاہتا تھا، اس لیے اس فتویٰ پر اس کی برہمی کی کوئی وجہ نہ تھی،

قید کی آپ بیتی کے سلسلے میں مبسوط (جلد، صفحہ ۲۴۱) میں فرماتے ہیں کہ دنیا کے ایک

دور دراز کونے میں مجھے قید کیا گیا ہے (ج ۸ ص ۱۰) میں ارشاد ہوتا ہے کہ دو سال سے صبر پر مائل ہوں۔ (ج ۱۲ ص ۱۰۸) میں ہے کہ بیوی بچوں اور کتاب ہر چیز سے ممنوع ہوں، مبسوط کے مطبوعہ نسخے میں تو نہیں لیکن متعدد قلمی نسخوں میں کتاب الوکالہ کے آخر (ج ۱۹) میں یہ دعا حسب ذیل ہے کہ

المتخلص من السجن موضع الملالة — قید خانہ جیسی ملول کرنے اور تھکا دینے والی جگہ

المنتظر لتمام الفرج والاقالة — سے تو نجات مل چکی لیکن کامل رہائی اور معافی کا منتظر ہے،

(ج ۲، ص ۱۲۶) کتاب المعاقل کے آغاز میں تاریخ املاء چہار شنبہ ۱۴ ربیع الآخر ۴۶۶ھ اور (ج ۳۰ ص ۲۸۷) کتاب الرضاع کے آغاز میں پنجشنبہ ۱۲ جمادی الآخر ۴۷۷ھ میں بھی ہے لیکن ایک مخطوطے کے سوا باقی سارے بیس پچیس مخطوطے جو میں نے دیکھے ہیں، ان میں ۴۷۹ھ کی تاریخ بتائی گئی ہے، اس مسئلے پر ہم نیچے بحث کریں گے۔

یہ تو مبسوط میں قید کے متعلق اشارات تھے، اصول فقہ کے آغاز میں بھی لکھا ہے "حصار اوزجند کے ایک زاویے میں سنیچر سلخ شوال ۴۷۹ھ کو املا کرایا گیا۔"

نکت زیادات الزیادات کے آخر میں تاریخ تو نہیں ہے لیکن یہ دلخراش جملہ ہے کہ

"یہ اس زمانے کی تالیف ہے جب میں قید خانہ میں محبوس اور رہائی پانے کے اسباب سے مایوس ہوں"

سب سے زیادہ تفصیل اور ساتھ ہی پیچیدگی شرح السیر الکبیر کے خاتمے میں ہے:

اس کے بعض مخطوطوں میں لکھا ہے کہ اس کتاب کے املا کا آغاز دوشنبہ غرۂ ذیقعدہ ۴۷۹ھ کو کسی ابو علی الحسین بن ابی القاسم الملقب بہ امیر گون کے مکان میں ہوا، ابواب امان کے اختتام کے بعد حکم ہوا کہ تدریس کر اوزجند کے حصار میں ہو، اور جب ابواب شروط کے آغاز پر پہنچے تو ۴۸۰ھ جمعہ کے دن جب ربیع الاول کے دس دن باقی تھے، رہائی عمل میں آئی،

اس کے دس دن بعد اتوار سلخ ربیع الاول کو اوزجند سے روانہ ہوئے، چہارشنبہ ۱۰ ربیع الآخر کو مرغینان پہنچکر امام سیف الدین ابو ابراہیم اسحاق بن اسماعیل کے گھر مہمان ہوئے، اور لوگوں کی خواہش پر چہارشنبہ ۲۴ ربیع الاخر کو ابواب الشروط سے کر املا کرانا شروع کیا اور کل دس دن میں جمعہ ۳ جمادی الاولی ۴۸۰ھ کو پورا کرادیا، یہ واضح رہے کہ سیر السیر الکبیر کے حیدرآبادی طباعت اول میں (۱۴۰۸) صفحے، اور مذکورہ ابواب الشروط سے کتاب کے آخر تک (جلد چہارم میں) ۳۲۸ صفحے ہیں، جو صرف دس دن میں املا کرائے گئے ہیں.

اس میں پیچیدگیاں یہ ہیں کہ مذکورۂ بالا تصریحات کے مطابق اصول الفقہ کا آغاز سلخ شوال ۴۷۹ھ کو اور شرح السیر الکبیر کا آغاز اس کے ایک ہی دن بعد غرۂ ذیقعدہ ۴۷۹ھ کو ہوا، ایسی حالت میں اصول الفقہ کے مطبوعہ تقریباً ساڑھے سات سو صفحے کیا صرف ایک دن میں املا کرادیے گئے؟ اور اگر اصول اور سیر دونوں کتابوں کا املا ساتھ ساتھ جاری رہا تو ان دونوں کے (۱۴۰۸ + ۷۳۴) جملہ (۲۱۴۲) صفحے کیا صرف پانچ ماہ میں روزانہ (۱۴) صفحوں کے اوسط سے املا کرائے گئے؟ جو قیاس میں نہیں آتا، اس لیے خیال ہوتا ہے کہ کہیں آغاز کی جگہ یہ اتمام کی تاریخ تو نہیں؟

یہ بھی یاد رہے کہ مبسوط کا آخری باب (ج ۳۰ ص ۲۸۷) ۱۲ جمادی الآخرہ ۴۷۷ھ (مگر سارے ہی مخطوطات کے مطابق ۴۷۹ھ) میں املا کرایا گیا، اس تاریخ اور مذکورۂ بالا غرۂ ذیقعدہ کے درمیان تین مہینے سترہ دن ہوتے ہیں، اسی وقفے میں کم از کم نکت زیادات الزیادات بھی املا کرائی گئی، اور غالباً جامع صغیر، جامع کبیر اور زیادات کی شرحیں بھی.

تصنیفیں | اب تک مبسوط، اصول الفقہ، شرح السیر الکبیر، نکت زیادات الزیادات چار کتابوں کا ذکر ہوا، جو سب چھپ چکی ہیں، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر اور شرح زیادات، تین اور

کتابوں کا ذکران کی اصول الفقہ اور شرح السیر الکبیر میں کئی بار آیا ہے، جامع کبیر کا ایک ٹکڑا جو کتاب الدیات پر ختم ہوتا ہے، مصر میں ہے، شاخت نے بروصہ اور آیا صوفیہ (استانبول) میں دو نسخوں کا ذکر کیا تھا لیکن میری تحقیقات میں یہ غلط ثابت ہوئے، شرح جامع صغیر کا ابھی ابھی پتہ چلا ہے، آیندہ نمایش کے سلسلے میں اس کا ذکر آئے گا، خود سرخسی نے اپنی مبسوط (ج ۲۰ ص ۷ تا ۸) میں مشترکہ کفالت کی متناسب ذمہ داری کے ایک مسئلے پر جو "نعتی ریاضیات کا سب سے پیچیدہ مسئلہ" ہے، اپنی ایک تالیف کا ذکر کیا ہے۔

ابن قطلوبغا کی تاج التراجم میں ہے "میں نے ان کی شرح مختصر الطحاوی کا ایک ٹکڑا دیکھا ہے" لیکن اب تک اس کتاب کا کوئی پتہ نہیں چلا، کتاب النفقات للخصاف اور کتاب ادب القاضی للخصاف کی شرحیں بھی سرخسی کی جانب منسوب ہیں، جیسا کہ مولانا ابو الوفار الافغانی مدظلہ نے اصول سرخسی کے دیباچے میں لکھا ہے، ان کی تالیف کا زمانہ معلوم نہیں، یہ تینوں اب ناپید ہیں۔ یہ سب دس کتابیں ہوئیں جن کے متعلق کوئی شبہ نہیں۔

کشف الظنون میں یہ عجیب بیان ہے، "سرخسی اور حلوانی کی کتاب الفوائد" معلوم نہیں اس سے کیا مراد ہے۔

سرخسی کی کتاب "اشراط الساعۃ و مقامات القیامۃ" اغلباً قید سے پہلے کی تالیف ہے، کیونکہ اس کا جو مخطوطہ پارس میں ہے اس کے آغاز میں اس کی صراحت ہے کہ یہ سرخسی کے استاد عبد العزیز الحلوانی کا املاء ہے، جن کی وفات ۴۴۸ھ میں ہوئی، اور اس وقت تک سرخسی کی قید کا کوئی سوال پیدا نہ ہوا تھا۔

ان کی طرف کتاب الحیض، کتاب الکسب وغیرہ کی جو شرحیں منسوب ہیں، وہ کوئی مستقل کتاب نہیں، بلکہ ان کی کتاب المبسوط ہی کے مختلف ابواب ہیں۔

وفات عام طور پر پرانے سوانح نگار ان کی وفات ۴۸۳ھ میں بتاتے ہیں، عبدالقادر القرشی نے الجواہر المضیئہ میں "فی حدود التسعین واربع مائۃ" چار سو نوے سے کچھ پہلے کا مبہم لفظ استعمال کیا ہے۔ مقریزی کی "تذکرہ" کا مجھے پتہ نہیں چلا، کیونکہ وہ ناپید ہے، مگر اس کے حوالے سے مولانا ابو الوفا الافغانی نے اصول سرخسی کے دیباچے میں "فی حدود الخمسمائۃ" ۵۰۰ھ سے پہلے کا مبہم بیان نقل کیا ہے، مولانا عبد الحئی لکھنوی نے فوائد بہیہ میں ۴۸۳ھ میں وفات بتائی ہے، لیکن مقدمۃ الهدایہ میں لکھا ہے کہ "جمادی الاولی ۴۹۴ھ میں وفات پائی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۴۸۳ھ میں۔"

میرے نزدیک ۴۸۳ھ زیادہ قرین قیاس ہے، کیونکہ ابن قطلوبغا اور کفوی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ "عمر کے آخری حصہ میں علاقہ فرغانہ تشریف لے گئے۔" اوپر گذر چکا ہے کہ ۴۸۰ھ میں اوزجند سے نکلنے کے بعد مرغینان بھی جا بسے تھے، جو علاقہ فرغانہ ہی کا ایک شہر ہے، سالہا سال کی قید اور غیر صحت بخش زندگی کو اپنی قوت ایمانی سے وہ تحمل اور صبر کے ساتھ برداشت تو کرتے رہے لیکن اس نے ان کی صحت برباد کر دی ہوگی، ۸۳ سال اچھی خاصی عمر ہے، اس لیے ۴۸۳ھ میں وفات ہو گئی ہوگی۔

نمائش پہلی تجویز یہ تھی کہ پوری مملکت ترکی سے سرخسی کی تالیفوں کے تمام مخطوطے انقرہ لائے جائیں، لیکن مبسوط جیسی ضخیم کتاب کے استنبول ہی میں کوئی تیس نسخے ہیں، ساری تالیفوں کو پورے ملک سے لاتے تو ایک دو گین بھر کتابیں ہو جاتیں، اس لیے مجبوراً یہ طے ہوا کہ انقرہ میں صرف مطبوعہ کتابوں کی نمائش ہو، اور غیر مطبوعہ تالیفوں کے فوٹو رکھے جائیں لیکن غیر مطبوعہ کتابوں میں صرف اشراط الساعۃ کا فوٹو رکھا جا سکا، بڑی نمائش استنبول میں کی گئی، کیونکہ بڑا ذخیرہ وہیں ہے، اور شہر کے کتب خانوں سے مخطوطوں کو نمائش گاہ میں

۱۵/ آسان بھی تھا،

انقرہ کی مجلس ۳۰ ذی حجہ ١٣٨٣ھ (١٥ اپریل ١٩٦٤ء) کو ہوئی اور نمائش کا افتتاح استنبول میں ١٦ ذی الحجہ (٢٨ اپریل) کو ہوا، جو دس دن جاری رہی، نمائش میں بہ ترتیب حسب ذیل کتابیں تھیں،

امام محمد شیبانی کی کتاب الاصل کا ایک مکمل نسخہ تھا کیونکہ اساسی کتاب یہی ہے، پھر الحاکم المروزی الشہید کی المختصر الکافی کا ایک مکمل نسخہ جو کتاب الاصل کا خلاصہ ہے، اور اسکی شرح سرخسی نے مبسوط کے نام سے املا کرائی تھی، مبسوط کے تیس سے زائد مکمل یا نامکمل مخطوطے تھے، ان میں قدیم ترین مخطوطہ توپ قپو سرائے سے آیا تھا، جو صفر ٥١٦ھ کا مکتوبہ ہے، ٦٢٢ھ وغیرہ ساتویں صدی کے متعدد نسخے تھے،

اصول فقہ کے (١١) نسخے تھے، جن میں سے قدیم ترین نسخہ مکتوبہ ٦٥٢ھ کتب خانۂ نور عثمانیہ کا تھا، شرح الزیادات کے (٣) نسخے جن میں قدیم ترین ٦١٤ھ کا تھا۔

شرح السیر الکبیر مولف کی آخری تالیف ہے، اس کے (٤٥) مکمل یا نامکمل نسخے تھے، انکو ان کو تین زمروں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

(الف) دو ٹکڑے جو کتب خانہ فاتح سے آئے تھے، ان کے آغاز کی عبارت یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم مجلس	بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امام سرخسی (بالقابہ)
من املاء الشيخ الامام الاجل	کے املا کی ایک نشست یکم ذیقعدہ ٤٧٩ھ
الزاهد امام الائمة ابي بكر	کو امیرکہ [غالباً امیرگون] لقب والے
محمد بن ابي سهل السرخسي رح	افسر کے مکان میں جو سکہ سالار نامی گلی
في غرة ذي القعدة لا سنة	میں ہے، (امام (سرخسی) نے کہا کہ

تسع وسبعین وار بعمائۃ فی
دار الشیخ الصاین (؟ الصابر)
الزکی الملقب بامیرکوہ باوز جند
فی سکۃ سالار: قال الامام
الاجل الزاھد رض اعلم بان
السیر الکبیر آخر تصنیف
صنفہ محمد.......

سیر کبیر امام محمد شیبانی کی آخری
تالیف ہے.......

ان دو مخطوطوں میں سے ایک بہت چھوٹی تقطیع کے ۸۷ اوراق پر مشتمل تھا، گویا ایک نشست میں املا کرائے ہوئے درس کی یادداشت تھا، دوسرے ٹکڑے میں ۴۰۸ اوراق ہیں، چھوٹا ٹکڑا بہت قدیم ساتویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا تھا، بدقسمتی سے اس کے آغاز اور وسط کے چند اوراق ضائع ہو گئے تھے، بعد میں کسی نے (غالباً مذکورہ دوسرے ٹکڑے سے) ان کی تکمیل کی تھی۔

(ب) کوئی بیس مخطوطے جن کو اساسی نسخہ قرار دیا جاتا ہے (دائرۃ المعارف حیدرآباد کا اڈیشن اس کے مطابق ہے) ان میں قدیم ترین مخطوطہ ۸۶۶ھ کا تھا، اسکی خصوصیت یہ ہے اس کے شروع میں مجلس املاء کا کوئی ذکر نہیں، بسم اللہ کے بعد ہی اس طرح شروع ہوتا ہے کہ

"سرخسی نے کہا کہ سیر کبیر امام محمد شیبانی کی آخری تالیف ہے....."

لیکن کتاب کے خاتمے میں یوں لکھا ہے کہ

"اس کا آغاز اوزجند میں مصیبت کے آخری دنوں میں ہوا، جب کہ نعمت کی ہوا چلنی شروع ہو گئی تھی، اور تمام مصیبت کے اختتام پر مرغینان میں امام سیف الدین ابراہیم بن اسحٰق

کے مکان میں ہوا ......

(ج) تقریباً بیس مخطوطے جن کو امام حصیری کا مرتبہ نسخہ بتایا جاتا ہے، ان میں قدیم ترین مخطوطہ سنہ ۶۱۱ھ کا تھا، جو کسی زمانے میں استنبول میں قاضی خاں کا دستخطی نسخہ رہ چکا تھا، اسی سے یہ سارے نسخے نقل کیے گئے تھے۔ افسوس ہے کہ چھٹی صدی ہجری کا یہ قدیم نسخہ اب ناپید ہے۔ اس کے مقدمے میں بھی مجلس املا کا ذکر نہیں ہے، خاتمہ زیادہ مفصل ہے، "اس کا آغاز اوزجند میں دوشنبہ غرۂ ذی قعدہ سنہ ۴۷۹ھ کو الشیخ الصاد(؟)ین[1] الزکی الملقب بامیر کوہ (ایک اور مخطوطے میں اسیر کوہ، بعض مخطوطات میں امیر گون ہے، غالباً یہی صحیح ہے، گون ترکی نام ہے، جس کا تلفظ GÜN گُون، گاف کے زیر سے ہوتا ہے] — ابو علی الحسین بن ابی القاسم کے مکان میں ہوا" یہ اقتباس اوپر دیا جا چکا ہے۔

اس شرح سیر کبیر کا محمد منیب عینتابی نے ترکی میں ترجمہ کیا تھا، جو اب سے کوئی ڈیڑھ سو سال پہلے، عربی اڈیشن سے بھی سو سال قبل استنبول میں چھپ چکا ہے، اسی مولف نے تیسیر المسیر فی شرح السیر الکبیر کے نام سے عربی میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں سرخسی کی شرح السیر الکبیر کے بعض مشکل مقامات کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس آخرالذکر کتاب کے چار مخطوطے فراہم کیے گئے تھے، جن میں سے ایک خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا تھا۔

سب سے اہم علمی خوشخبری اور نادر تحفہ یہ ہے کہ سرخسی کی شرح الجامع الصغیر کا ایک مخطوطہ بھی فراہم کیا گیا تھا۔ اس کی تفصیل بے محل نہ ہوگی۔

---

[1] ایک مخطوطے میں "الصابر" اور کم از کم تین میں الصاین ہے، صاین ایک ترکی لفظ ہے جو احترام کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے، اور ہمارے اردو کے "صائین" کا رشتہ دار معلوم ہوتا ہے جو مقدس درویش یا فقیر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

یہ کتاب دنیا میں ناپید سمجھی جاتی تھی، لیکن استنبول کے ایک گمنام کتب خانے بغداد لی وہبی آفندی میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے، اس کی فہرست میں اس کا نمبر ۵۰۶ ہے اس میں ۲۷۵ ورق اور ہر ورق میں ۲۵ سطریں ہیں، تقطیع متوسط ۱۰ انچ ہے ۹۴۸ھ کا نقل شدہ ہے، سرورق پر چند مالکوں نے یہ عبارت لکھی ہے:

(۱) رأیت من هذا الشرح	(۱) میں نے امام سرخسی کی اس شرح کا
للامام السرخسی نسخة صحیحة	ایک ضخیم نسخہ وزیر قرہ مصطفی پاشا مرزیفونی
فی خزانة الکتب داخل المدرسة	کے تعمیر کردہ مدرسے میں دیکھا، یہ پایہ تخت
التی بناها الوزیر مرزیفونی	(استنبول) کے ارغاد بازار نامی محلے میں
قره مصطفی باشا فی سوق	ہے، یہ شرح بہت نادر ہے، ہدایہ کے
ارغاد بازاری بدار السلطنة	حاشیہ نہایہ میں اس شرح سے بکثرت
وهذا الشرح نادر جداً و	مسائل نقل ہوئے ہیں،
صاحب النهایة فی حاشیة	
الهدایة ینقل مسائل	
کثیرة من هذا الشرح	
(۲) استصحبه عبد القادر	(۲) عبد القادر محمد امین جو صوبہ اناطولیا
محمد امین المسرف (؟) بمرتبة	کے صدر قاضی کا رتبہ رکھتا ہے، اس کا
صدر اناطولی	مالک بنا،
(۳) المستعطف من عواطف	خدائے کریم کی مہربانی کا طالب مصطفی ہاشم
ربه الکریم مصطفی هاشم العصر	العصر (؟) بن احمد مختار جو بکہ مکرمہ کے

ابن احمد مختار المسرف (؟)	قاضی کا رتبہ رکھتا ہے، (۱۲۹۱ھ)
برتبة مكة المكرمة سنة ۱۲۹۱	
(۴) قد اشتريت هذا الكتاب	میں نے ممتاز عالم مرحوم مصطفیٰ آفندی المعروف
من مخلفات اعلم العلماء المرحوم	ببستان زادہ کے ترکے سے یہ کتاب
مصطفى آفندی الشهير ببستان	چار سو درہم میں خریدی، خدا انکی قبر کو
زاده - قدره اربع مائة	روشن اور ان کی آرام گاہ کو ٹھنڈا
درهم. نور الله مرقده وبرد	رکھے، اوائل رجب ۱۰۱۰ھ کی
مضجعه تحريرا فى اوائل رجب	تحریر ہے۔
سنة عشرة وألف	

کتاب کا آغاز اس طرح ہے: "بسم اللہ الرحمن الرحیم، قال الشیخ الامام الاجل الزاہد ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ اعلم بان الجامع الصغیر تالیف محمد بن الحسن ....."

تقریریں یوم سرخسی میں رسمی تقریروں کو چھوڑ کر حسب ذیل علمی مقالے پڑھے گئے:۔

۱۔ پروفیسر شاخت: امام سرخسی کے حالات اور فقہاء میں ان کا درجہ،

۲۔ ناچیز (محمد حمید اللہ): علم قانون بین الممالک کی تاریخ میں امام سرخسی کے کارنامے

۳۔ ڈاکٹر صالح طوغ: امام سرخسی کے خود نوشتہ بیانات کی روشنی میں انکی سوانحعمری

۴۔ پروفیسر طیب اوکیچ: امام سرخسی کی شرح سیر کبیر کا ترکی ترجمہ جو محمد منیب عینابی نے کیا

ان تقریروں اور نمایش میں پیش کردہ مخطوطات کی مفصل فہرست وغیرہ کا مجموعہ جامعہ انقرہ کتابی صورت میں (ترکی زبان میں) چھاپ رہی ہے۔